© rasailojaraid.com

کی فضیلت نہیں مل سکے گی۔ مگر علامہ شامیؒ نے اسی بحث میں لکھا ہے کہ یہ حکم اس شخص کے بارے میں ہے کہ وہ جب مسجد میں آیا تو جماعت ہو گئی تھی۔ اب اگر وہ دوسری مساجد میں جماعت کی تلاش میں نکلتا ہے تو یہ موجب حرج ہو گا۔ اس لیے وہ گھر میں آکر اہل خانہ کے ساتھ باجماعت نماز پڑھ لے۔ اس پر اسے مسجد کی جماعت کا اجر تو نہیں ملے گا لیکن فی الجملہ جماعت کا اجر مل جائے گا۔ باقی رہے وہ لوگ جو بغیر کسی شرعی عذر کے مسجد نہیں جاتے اور دفتروں یا گھروں میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کو عادت بنا لیتے ہیں ان کے بارے میں علامہ حلوانیؒ کی یہ رائے دلائل میں غور کرنے سے صحیح معلوم ہوتی ہے کہ ان کو جماعت کا اجر نہیں ملے گا بلکہ صرف فرض ادا ہو جائے گا۔ صحیح مسلک یہی ہے کہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا واجب ہے اگرچہ حنابلہ کے نزدیک فرض عین ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ بہت بڑا نقصان اور خسارہ ہے جس سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اس لیے نہیں کہ لوگ کیا کہیں گے۔ لوگ تو آج کل مسجدوں میں نہ آنے والوں کے نعرے زیادہ لگاتے ہیں بلکہ اس لیے کہ اس عادت کی وجہ سے آخرت کا بڑا نقصان ہو گا۔

رہا یہ سوال کہ وہ کون سے اعذار ہیں جن کی وجہ سے نماز باجماعت ترک کرنے کی رخصت دی گئی ہے' تو ان اعذار میں سے بڑے بڑے اعذار یہ ہیں:

ایسی بیماری جس کی وجہ سے مسجد آنا جانا بہت زیادہ تکلیف دہ ہو اور مرض میں اضافے کا سبب بن سکتا ہو۔ جان' مال یا اہل خانہ کو ضرر پہنچنے کا خوف' خواہ یہ خوف غنڈوں اور دہشت گردوں سے ہو یا درندوں سے' جب کہ مسجد اور گھر کے درمیان جنگل حائل ہو۔ شدید بارش' شدید ترین اور ناقابل برداشت سردی یا گرمی' شدید ترین اور طوفانی آندھی اور راستے کا ایسا کیچڑ جس سے اپنے جسم اور کپڑوں کو بچانا مشکل ہو (رد المحتار از شامی' ج ۱' ص ۴۱۰۔ الموسوعة الفقهيه الكويتيه ' ج ۲۷' ص ۱۸۶ - ۱۸۸)۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو دعوت دین اور اقامت دین کی جدوجہد دعاۃ الاسلام کے طریقے کے مطابق اخلاص کے ساتھ جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور استقامت و عزیمت کا عزم مرحمت فرمائے۔ آمین! (مولانا گوہر رحمٰن)۔

لڑکی کی رضامندی

س: میری ایک ماموں زاد بہن نے ۵ سال قبل' اپنے بھائی کے ذریعے زید سے رشتہ ازدواج کی خواہش ظاہر کی تھی۔ زید نے اثبات میں جواب دیا۔ اس دوران دونوں کے درمیان راز داری سے خط کتابت ہوتی رہی۔ اب زید نے اپنے والد کو لڑکی کے والد کے پاس بھیجا جنھوں نے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

انھیں پوری صورت حال سے آگاہ کیا۔ لیکن میرے ماموں نے ساری بات سمجھنے اور جاننے کے باوجود رشتہ دینے سے انکار کر دیا۔ ادھر لڑکی اپنے بڑے بھائی کے ذریعے واضح کر چکی ہے کہ وہ زید کی جدائی برداشت نہ کر سکے گی۔ لڑکے کا بھی کہنا ہے کہ اسے جو خصوصیات اپنی ہم سفر میں چاہییں' وہ کسی دوسری لڑکی میں نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ اس نوعیت کی محبت نہیں جیسی آج کل معاشرے میں جانی پہچانی جاتی ہے۔ ہمارے گھرانے دینی ہیں۔ لڑکی اور لڑکا دونوں پابند صوم و صلوٰۃ ہیں۔ دونوں کا کہنا ہے کہ ہم کوئی ایسا قدم نہ اٹھائیں گے جس سے دونوں خاندانوں کی بدنامی ہو۔ یقیناً خط کتابت ان کی غلطی ہے' لیکن کیا رشتہ نہ دینا درست رویہ ہے؟ کتاب و سنت سے لڑکی کے والدین کے لیے کیا رہنمائی ملتی ہے؟

ج : رشتوں کے سلسلے میں شریعت نے جو ضابطے طے کیے ہیں اگر لوگ ان کی پابندی کریں تو وہ مشکلات سے دوچار نہ ہوں۔ شریعت نے نکاح کے معاملے میں والد یا ولی کے حق کو بھی ملحوظ رکھا ہے' کہ نکاح کا معاملہ اس سے طے کیا جائے۔ نکاح کا خواہش مند' لڑکی سے براہ راست معاملہ طے کرنے کے بجائے لڑکی کے والد یا ولی سے معاملہ طے کرے۔ پھر نکاح کے لیے والد ایک مجلس نکاح منعقد کرے اور اس میں نکاح کیا جائے۔ رہی یہ بات کہ نکاح کس سے کیا جائے' اگر اس معاملے میں لڑکی اور والد کے انتخاب میں اختلاف پیدا ہو جائے تو شریعت نے لڑکی کے حق کو فائق رکھا ہے۔ نکاح اسی جگہ کیا جائے گا جہاں لڑکی چاہتی ہو اور والد کو برادری یا پنچائیت یا عدالت مجبور کرے گی کہ وہ لڑکی کی خواہش کے مطابق اس کا نکاح کرے۔ اس میں صرف ایک شرط ہے وہ یہ کہ لڑکی ایسے لڑکے سے شادی کا مطالبہ نہ کرے جو اس سے خاندانی' دینی اور پیشے کے لحاظ سے کمتر حیثیت کا مالک ہو۔

آپ نے اپنی ماموں زاد بہن کا جو قصہ نقل کیا ہے اس میں ان سے ایسی غلطی نہیں ہوئی جس کی سزا انھیں اس شکل میں دی جائے کہ ان کا آپس میں نکاح نہ کیا جائے۔ والد کو شرعاً اس بات کا کوئی حق نہیں ہے کہ وہ لڑکی کی جائز خواہش کو نظرانداز کر کے دوسری جگہ اس کا نکاح کرے۔ اس قسم کے جبر کی اسلام میں کوئی گنجایش نہیں ہے۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ثیب (جس کی ایک مرتبہ شادی ہو چکی ہو اس کے بعد وہ مطلقہ یا بیوہ ہو چکی ہو) اپنے نفس کی زیادہ حق دار ہے اپنے ولی کے مقابلے میں۔ اور باکرہ سے اس کے نکاح کے بارے میں اذن لیا جائے گا اور اس کا اذن اس کی خاموشی ہے" (مسلم' ترمذی' ابوداود' سنن نسائی' ابن ماجہ)۔

حضرت خنساؓ بنت خدام انصاریہ سے روایت ہے کہ ان کے والد نے ان کا نکاح کر دیا تھا در آں حالیکہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کہ وہ ثیب تھیں۔ انھوں نے اس نکاح کو ناپسند کر دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو آپؐ نے اس نکاح کو رد کر دیا (اس کو صحاح ستہ نے نقل کیا ہے سوائے مسلم کے)۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ کیا عورتوں سے ان کے نکاح کے بارے امر طلب کیا جائے گا؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ میں نے عرض کیا کہ باکرہ سے امر لیا جائے اور وہ شرم کی وجہ سے خاموش رہے تو پھر کیا ہو گا؟ آپؐ نے فرمایا: اس کی خاموشی اس کا اذن ہے۔ اور ایک روایت میں ہے، فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: باکرہ سے اذن لیا جائے گا۔ میں نے عرض کیا کہ باکرہ شرماتی ہے۔ اس سے کیسے اذن لیا جائے گا؟ آپؐ نے فرمایا: اس کی خاموشی اس کا اذن ہے (متفق علیہ)۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک باکرہ لڑکی رسولؐ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور ذکر کیا کہ اس کے والد نے اس کا نکاح کر دیا ہے۔ در آں حالیکہ وہ اس نکاح کو ناپسند کرتی تھی تو آپؐ نے اس کو اختیار دے دیا (اس کو مسند احمد، ابوداود، ابن ماجہ اور دارقطنی نے روایت کیا ہے۔ یہ تمام روایات نیل الاوطار باب ماجاء فی الاجبار والاستئمار ج ۶ سے نقل کی گئی ہیں)۔ ان روایات اور اس طرح کی دوسری روایات کو نقل کرنے کے بعد علامہ شوکانیؒ لکھتے ہیں: ان احادیث کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ باکرہ بالغہ کا نکاح جب اس کی اجازت کے بغیر ہو گا تو نکاح صحیح نہ ہو گا۔ یہ اوزاعی، سفیان ثوری، اہل بیت اور حنیفہ کا مسلک ہے اور ترمذی نے اسے اکثر اہل علم کا مسلک قرار دیا ہے (ص ۲۵۵)۔

ترمذی میں حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ ولی کی اجازت بھی ضروری ہے لیکن اختلاف کی صورت میں عدالت فیصلہ کرے گی (فان اشتجروا فالسلطان ولی من لاولی له باب ماجاء لا نکاح الابولی، ج ۱ ص ۲۰۸، طبع کراچی)۔ اگر ولی اور لڑکی میں اختلاف ہو جائے تو پھر سلطان یعنی عدالت ولی ہو گی، اس کا جس کا کوئی ولی نہیں۔

ان سطور سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ آپ کے ماموں کو اپنی بیٹی کے معاملے میں وہی فیصلہ کرنا چاہیے جو وہ چاہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو راہ راست اختیار کرنے کی توفیق سے نوازے۔ آمین! (مولانا عبدالمالک)۔

(قارئین کے ارسال کردہ ہر سوال کا جواب شائع کرنا ممکن نہیں ہوتا۔ اشاعت میں کئی ماہ بھی لگ جاتے ہیں۔ لیکن سائل کو جواب ارسال کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اس لیے گذارش ہے کہ نام اور مکمل پتے کے بغیر کوئی سوال ارسال نہ کیا جائے)۔

© rasailojaraid.com